THE INTRODUCTION OF STOP'S SIGNS IN QIRAAT AND ITS EFFECT ON FIQHI IHKAM IN DERIVATION OF ISLAMIC PROBLEMS

قرآءات میں معرفۃ الوقوف اور فقہی احکام کے استنباط پر اس کے اثرات

Khalil Ur Rehman, Lecturer, Department of Islamic Studies, University of Loralai, Baluchistan. *khalil7911@yahoo.com*
Qari Badruddin, Associate Professor, Department of Arabic, Federal Urdu University Karachi. drqaribadaruddin@gmail.com , https://orcid.org/0000-0003-0250-1602
Muhammad Ishaq, Assistant Professor, Department of Usooluddin, University of Karachi. ishaqalam@uok.edu.pk https://orcid.org/0000-0001-9725-2164

ABSTRACT: *Different sciences have been launched to comprehend the meaning of Quran. Among these, one is the Science of Tajweed and Qeraat, the aim of which is protecting the pronunciation of the Quranic Words and beautifying its recitation. This science has various aspects. In this paper we have discussed one aspect "The signs of stop and waqf". The knowledge in which these signs are discussed is called the knowledge of stop's signs "* **معرفة الوقوف***". All the verses of Quran are divided into small parts and gapped by these signs of stop, so that the reader can understand the meaning in the right manner. The knowledge of these stops is necessary. Without it, it is difficult to apprehend the verses. Along with it there come several controversies among various scholars of the science of Qeraat, to modify the actual place of a stop's sign. This controversy affects Islamic scholars of Fiqh as well, in the derivation of various Islamic issues. In this paper we will have a glance on the introduction of the knowledge first and then will examine its effects on Islamic scholars "Islamic jurisprudence" in derivation of Islamic problems.*

KEYWORDS: *Introduction of stop's signs, effects on Islamic jurisprudence problems.*

کلیدی الفاظ: قرات، وقف کی معرفت، فقہی استنباط پر اثرات

اللہ رب العزت نے قرآن کریم کی حفاظت کی ذمہ داری خود لی ہے، اور اہل علم حضرات نے اس کے مفاہیم و مطالب کے لیے مختلف علوم وضع کیے ہیں، جن میں سے ایک علم تجوید و قرآءت بھی ہے، تاکہ قرآن کریم کے حروف کی ادائیگی اور تلاوت کریمہ کو احسن طریقہ سے کیا جاسکے، نیز قرآن کی تلاوت کے دوران اس بات کا لحاظ رکھنا بھی ضروری ہے کہ سانس کی آمد و رفت کو کونسی جگہ روک دیا جائے؟ تاکہ ایسے مقام پر وقف کر کے ٹھہرے جس سے کلام الٰہی میں حسنِ نظم باقی رہے اور مفہوم و مطلب برقرار رہے۔ کیونکہ ان سکتاتِ تنفس کے لیے ضروری ہے کہ وہ بے موقع نہ ہوں ورنہ عبارت میں تسلسل اور روانگی نہیں رہے گی، جس کی وجہ سے عبارت کو سمجھنا دشوار ہو جاتا ہے، اور بعض دفعہ کسی جگہ وقف کرنے یا نہ کرنے سے فقہاء کرام کے نزدیک وہ دلیل بن جاتی ہے۔ لہذا اس بات کو سمجھنے کے لیے جس علم کی ضرورت ہے، اسے معرفتِ وقف کہا جاتا ہے، جسے جاننا نہایت ضروری ہے۔

اس لیے کہ کلامِ الٰہی میں حسن وجمال اور خوبی اس وقت عیاں ہو گی جب بر محل وقف کیا جائے ، ورنہ بعض صورتوں میں بے موقع وقف کرنے سے نہ صرف کلام کا حسن وجمال اور فصاحت وبلاغت ختم ہو جاتی ہے بلکہ ایسے معنی اور مفہوم نکل آتا ہے، جس کا اعتقاد گناہ یا موجب کفر ہو جاتا ہے۔ یا اس سے مختلف فقہی مسائل پر اثر پڑتا ہے۔ اس لیے ضروری ہے کہ قراءت میں وقف کے مباحث کے متعلق تحقیق کر کے اس کے احکام کو بیان کیا جائے اور مثالوں کے ذریعے اس بات کی وضاحت کی جائے کہ اگر کسی مقام پر ضرورت کے بغیر وقف کیا جائے تو کونسی خرابی اور مفسدہ لازم آتا ہے اور کونسے فقہی مسائل پر کیا اثر پڑتا ہے ؟ لہذا مذکورہ مقاصد کے پیشِ نظر اس موضوع کے متعلق تحقیق کر کے اس کے مقاصد اور فوائد کو اجاگر کر کے اس کا ایک تحقیقی جائزہ لیا گیا ہے۔

وقف کا تعارف اور اہمیت وضرورت

لغوی تعریف لغت میں وقف سے مراد رکنا، ٹھہرنا اور مطلقاً کسی چیز سے روک جانا ہے، چنانچہ لغت کی کتابوں میں یہی معنی بیان ہوئے ہیں، جیساکہ وقف کے بارے میں علامہ ابو الوفا نے بھی یہ لکھا ہے کہ اس سے مراد رکنا اور ٹھہرنا ہے۔ چنانچہ وہ تحریر فرماتے ہیں: "الوقف لغة: الكف والحبس. يقال: كفّ عن الكلام: أى حبس عنه"(1) اسی طرح وقف کے لغوی معنی کے بارے میں الوافی میں علامہ قاضی لکھتے ہیں: "الوقف في اللغة: هو الكف عن مطلق شيء"(2) علامہ ابن فارس معجم مقاییس اللغۃ میں لکھتے ہیں: "(وقف)--- يدل على تمكث في شيء" (3) وقف کسی چیز میں ٹھہرنے اور روکنے کے معنی میں استعمال ہوا ہے، علامہ الجرجانی نے وقف کے معنی کو حبس سے بیان فرمایا ہے: چنانچہ التعریفات میں ہے: "الوقف في اللغة الحبس"(4) مذکورہ لغات کی کتابوں سے معلوم ہوا کہ وقف کے لغوی معنی رکنا، ٹھہرنا اور کسی چیز سے منع کرنا اور روک جانا ھیں۔

وقف کی اصطلاحی تعریف اصطلاح میں وقف سے مراد قراءت کے دوران آواز کو اتنی دیر تک کسی ایسے کلمہ پر منقطع اور بند کرنے کو کہتے ہیں جس میں عام طور پر سانس لیا جاتا ہے، بشرطیکہ دوبارہ اسی جگہ سے شروع کرنے کا ارادہ ہو، اور پھر یہ عام ہے کہ موقوف علیہ کلمہ سے متصل بعد والے کلمہ سے قراءت شروع کرے یا اس کے ما قبل سے اعادہ کر کے آگے سے شروع کرے، چنانچہ الوافی میں ہے: "وفي اصطلاح القراء: هو قطع الصوت على الكلمة زمنا يمكن التنفس فيه عادة بنية استئناء القراءة بما يلي الحرف الموقوف عليه أو بما قبله" (5) منار الھدی فی بیان الوقف والابتداء میں وقف کی تعریف یہ کی گئی ہے کہ کلمہ کے اخری یا ما بعد والے حرف پر آواز کو اتنی دیر کے لیے منقطع کرنا اور سانس کو روکنا جتنی دیر میں عام طور پر عادتاً سانس لیا جاتا ہے، چنانچہ منار الھدی میں ہے: واصطلاحا قطع الصوت آخر الكلمة زمنا ما، أو هو قطع الكلمة عما بعدها"(6) البتہ القول السدید میں بھی تقریباً یہی تعریف نقل کی گئی ہے کہ آواز کو قراءت سے منقطع کرنا اس وقت ضروری ہے جس میں عام طور پر وہ سانس لیا جاتا ہے بشرطیکہ اس نے دوبارہ اسی مقام سے شروع کرنے کی نیت کی ہو۔ تقریبا یہی تعریف ابو الوفا نے

بھی بیان کی ہے۔ (7) مذکورہ تمام عبارات سے یہ بات واضح ہو جاتی ہے کہ قراء حضرات کی اصطلاح میں وقف سے مراد دو کلموں کے درمیان کچھ دیر کے لیے ٹھہرنے اور سانس لینے کی غرض سے رُکنے کو کہتے ہیں، بشر طیکہ دوبارہ قراءت کو شروع کرنے اور جاری رکھنے کی نیت وارادہ ہو اور پھر یہ عام ہے کہ جس کلمہ پر وقف کیا گیا ہے اس کلمہ کے بعد سے شروع کرے یا پھر اعادہ کر کے پڑھیں۔

معرفۃ الوقوف کی اہمیت وضرورت جس طرح قرآن مجید کے الفاظ کی درست ادائیگی کے لیے تجوید ضروری ہے اسی طرح قرآن مجید کی تفہیم اور توضیح کے لیے معرفتِ وقف بھی ضروری ہے۔ کیونکہ قرآن مجید کے حروف کو اپنے مخارج اور صفات سے نکالنے کے لیے تجوید کی ضرورت ہوتی ہے ایسے ہی علم وقف سے معانی ومفاہیم قرآن کی تحسین اور تفہیم ہوتی ہے۔ اگر قاری اس علم سے ناواقف ہے تو غلط جگہ وقف کرے گا جس کی وجہ سے معانی ومفاہیمِ قرآن میں خلل واقع ہو گا یا ان میں ایہام اور ابہام پیدا ہو گا جس کی وجہ سے تحسین قرآن میں کمی اور نقص آئے گا۔ مزید معرفتِ وقف کی اہمیت کا اندازہ قرآن مجید کی اس آیت سے لگایا جا سکتا ہے، جیسا کہ اللہ رب العزت کا ارشاد ہے: "وَرَتِّلِ الْقُرْآنَ تَرْتِيْلاً (8) قرآن مجید ٹھہر ٹھہر کر پڑھا کرو۔

اس آیتِ مبارکہ کی تفسیر میں تجوید کی طرح معرفتِ وقف کو بھی ترتیل کا جزو قرار دیا گیا ہے کیونکہ حضرت علی رضی اللہ عنہ اس آیت کی تفسیر کرتے ہوئے فرماتے ہیں: "التـرتيل تجويد الحروف ومعرفة الوقوف" (9)

مذکورہ آیت کی تفسیر میں ترتیل کے دو جزو یعنی تجوید اور معرفت وقف کو قرار دیا ہے اور بغیر جز کے شئ نامکمل ہوتی ہے، تو معلوم ہوا کہ تکمیل ترتیل کے لیے علم وقف کی معرفت اور پہچان ضروری ہے۔ ایک روایت میں ہے کہ ایک خطیب نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور اس نے اس آیت " من يطع الله ورسوله فقد رشد ومن يعصهما" کی تلاوت کے دوران **"ومن يعصهما"** پر وقف کیا تو حضور ﷺ نے اسے مخاطب کر کے فرمایا: اُٹھ جا تو قوم کا بہت بُرا خطیب ہے۔ دیکھیے! غلط جگہ وقف کرنا حضور ﷺ پر کتنا شاق گزرا، کیونکہ ہونا یہ چاہیے تھا کہ فقدرشد یافقد غوی پر وقف کر لیتا لیکن اس نے **"ومن يعصهما"** پر وقف کر کے جس سے معنی کافی تبدیل ہو گیا، جس کا ترجمہ یہ ہے کہ " جس نے اللہ اور رسول کی اطاعت کی، اور نافرمانی کی تو وہ ہدایت یافتہ ہے"، نعوذ باللہ، یہاں غلط جگہ پر وقف کرنے سے معنی میں بھی تبدیلی آگئی ہے۔ اس سے معلوم ہوا کہ معرفت الوقوف نہایت ضروری ہے۔ (10)

محل وقف کی اقسام اور احکام وقف کے تعارف اور اہمیت کے بعد اس بات کی بھی وضاحت ضروری ہے کہ قرآن میں کونسی جگہ وقف کرنا حسن ہے اور کہاں پر قبیح ہے؟ اس لیے آئمہ قرآءات نے اس کے لیے وقف کی مختلف قسمیں ذکر کیں ہیں، چنانچہ عام طور پر وقف کی درجہ ذیل اقسام کو بیان کیا جاتا ہے، چنانچہ علامہ الحفیان نے درج ذیل عبارت میں وضاحت کے ساتھ وقف کی اقسام کو ذکر کیا ہے، جیساکہ وہ لکھتے ہیں: ”الوقف التام: وهو الوقوف على ما تم معناه و لم يتعلق بما بعده لا لفظا ولا معنى --- الوقف

الکاف: وهو على ما تم في نفسه وتعلق بما بعده معنى لا لفظا--- الوقف الحسن: وهو الوقوف على ما تم في ذاته وتعلق بما بعده لفظا--- الوقف القبيح: وهو الوقوف على ما لم يتم معناه لتعلقه بما بعده لفظا“ (11)

مذکورہ عبارت کا بغور مطالعہ کرنے سے وقف تام، وقف کافی، وقف حسن، وقف قبیح کی وضاحت ہو جاتی ہے، نیز اس عبارت کی روشنی میں ذیل میں ہر ایک کی تعریف اور حکم بیان کیا جاتا ہے:

وقفِ تام کی تعریف اور حکم اس سے مراد وہ ہے کہ جس کلمہ پر وقف کیا گیا ہے اس کا مابعد والے جملے سے نہ تعلق لفظی ہو اور نہ معنوی، یعنی پہلے جملے کا مضمون دوسرے جملے پر موقوف نہ ہو۔ اسے وقف تام کہا جاتا ہے، جیسا کہ سورہ بقرہ کی اس آیتِ مبارکہ میں "أُولئِكَ عَلَى هُدىً مِنْ رَبِّهِمْ، وَأُولئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُونَ " (12) پر وقف تام ہے کیونکہ یہاں پر مؤمنین کا بیان ختم ہوا ہے اور مابعد والے جملے سے کفار کا ذکر شروع ہوتا ہے۔ مثلاً "إِنَّ الَّذِينَ كَفَرُوا سَواءٌ عَلَيْهِمْ -" (13) لہذا مابعد والے جملے کا ماقبل والے جملے سے تعلق لفظی ہے اور نہ تعلق معنوی۔ بلکہ وہ مستقل الگ جملہ اور مضمون ہے۔

وقفِ کافی کی تعریف اور حکم اس سے مراد وہ وقف ہے جس میں موقوف علیہ کا تعلق مابعد والے کے ساتھ اگرچہ لفظی تو نہ ہو البتہ معنوی تعلق برقرار ہو، یعنی جملہ مکمل ہو گیا ہو تاہم مضمون جملہ پورا نہ ہو، اسے وقف کافی کہا جاتا ہے، جیسا کہ " فِي قُلُوبِهِمْ مَرَضٌ فَزادَهُمُ اللَّهُ مَرَضاً وَلَهُمْ عَذابٌ أَلِيمٌ بِما كانُوا يَكْذِبُونَ." (14) اس آیتِ مبارکہ میں مرض پر وقف کافی ہے کیونکہ اس پر جملہ اگرچہ پورا ہو رہا ہے البتہ مضمون جملہ ابھی اسی طرح برقرار ہے جو مابعد والے جملے پر پورا ہو جائے گا۔ لہذا لفظ مرض پر وقف کرنا وقف کافی ہے۔ وقف کافی میں اگرچہ معنوی تعلق مابعد والے جملے سے رہتا ہے لیکن اس میں مابعد والا جملہ بھی مستقل کلام رہتا ہے، اس لیے مذکورہ دونوں طرح کے وقف میں ابتدا ہوتی ہے، اور اعادہ درست نہیں۔

وقفِ حسن کی تعریف اور حکم اس سے مراد وہ ہے جس کلمہ پر وقف کیا گیا ہے اس پر جملہ پورا ہو رہا ہو۔ البتہ مابعد والے کا لفظی و معنوی تعلق باقی ہو، کیونکہ اس میں موصوف صفت کا تعلق ہو گا یا بدل مبدل منہ کا یا کوئی اور، تو اسے وقف حسن کہا جاتا ہے، جیسا کہ **الْحَمْدُ لِلَّهِ** میں لفظ اللہ پر وقف کرنا یا ایاک نعبد پر وقف کرنا۔ البتہ اس میں مابعد والے جملے سے ابتدا جائز نہیں ہو گی بلکہ اعادہ ضروری ہے۔ کیونکہ مابعد والا جملہ ماقبل والے جملے سے تعلق لفظی بھی رکھتا ہے۔

وقفِ قبیح کی تعریف اور حکم اس سے مراد وہ وقف ہے جس میں موقوف علیہ پر جملہ پورا نہ ہو اور لفظی و معنوی تعلق بھی ہو، اور دونوں طرح جملوں میں گہرا تعلق بنتا ہو، اور وقف کرنے سے کلام غیر مفید اور مبہم ہو۔ اسے وقف قبیح سے تعبیر کیا جاتا ہے، جیسا کہ بسم، الحمد، مالک، یا کلام میں واضح قباحت ہو جیسا کہ ان الله لایستحی پر وقف کرنا یا فبهت الذی کفر والله پر وقف کرنا وغیرہ۔ البتہ قرآءت کے اصول کے حوالے سے درست بات تو یہ ہے کہ قاری سانس کو اپنے مقام پر رُک لے، لیکن چونکہ بحثیتِ انسان عام طور قراء حضرات کے لیے یہ کافی مشکل ہے کہ پوری سورت یا مکمل ایک قصہ کو ایک ہی سانس میں ختم کریں، اس لیے درمیان میں وقف کرنے کی

ضرورت سے کوئی انکار نہیں کر سکتا۔ البتہ اس کے لیے مقام وہ ہونا ضروری ہے جس پر وقف کرنا تام ہو یا کافی، تاکہ کم از کم وقف کرنے میں خرابی سے قاری بچ سکے۔ (15) البتہ اس بات کی وضاحت ضروری ہے کہ رؤس آیات پر وقف کرنے میں آئمہ قرآءت نے یہ اتفاق کیا ہے کہ اس پر وقف کرنا سنت نبوی ہے جس کا تذکرہ حدیث مبارکہ میں بھی آیا ہے، چنانچہ حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سورۃ فاتحہ کی تلاوت فر رہے تھے تو اس وقت علامتِ آیات (رؤس) پر وقف فرماتے تھے۔ (16)

فقہی احکام کے استنباط پر وقف کے اثرات یہاں پر بطورِ مثال چند ان ہی مسائل کو بیان کیا جاتا ہے جن پر وقف کرنے سے فقہی حکم کے استنباط میں کچھ اثر بھی پڑتا ہے۔ اور ان میں سے چند ایک درج ذیل ہیں:

حائضہ عورت کے مسئلے پر وقف کا اثر مسئلہ یہ ہے کہ جب حیض کا خون دس دن پر رک جائے تو غسل کرنے سے پہلے عورت کے ساتھ ہمبستری کرنا جائز ہے یا نہیں؟ مندرجہ ذیل آیت کریمہ میں اسی مسئلہ کو ذکر کیا ہے، چنانچہ اللہ تعالی کا فرمان ہے: " وَلَا تَقْرَبُوهُنَّ حَتَّى يَطْهُرْنَ فَإِذَا تَطَهَّرْنَ فَأْتُوهُنَّ مِنْ حَيْثُ أَمَرَكُمُ اللَّهُ إِنَّ اللَّهَ يُحِبُّ التَّوَّابِينَ وَيُحِبُّ الْمُتَطَهِّرِينَ"(17) **ترجمہ:** اور جب تک وہ پاک نہ ہو جائیں، ان سے قربت (یعنی جماع) نہ کرو۔ ہاں جب وہ پاک ہو جائیں تو ان کے پاس اسی طریقے سے جاؤ جس طرح اللہ نے تمہیں حکم دیا ہے۔ بیشک اللہ ان لوگوں سے محبت کرتا ہے جو اس کی طرف کثرت سے رجوع کریں، اور ان سے محبت کرتا ہے جو خوب پاک صاف رہیں۔ (18)

فقہی استنباط میں فقہاء کا اختلاف جب حیض کا خون رُک جائے تو غسل کرنے سے پہلے عورت کے ساتھ ہمبستری کرنے کے متعلق آئمہ فقہاء کے درمیان اختلاف واقع ہوا ہے۔ چنانچہ احناف کے ہاں دس دن پر خون رُکنے کے بعد غسل کرنے سے پہلے ہمبستری جائز ہے جبکہ دیگر جمہور فقہاء کرام کے نزدیک جائز نہیں۔ چنانچہ ابن رشد تحریر فرماتے ہیں: "اختلفوا في وطء الحائض في طهرها، وقبل الاغتسال، فذهب مالك، والشافعي والجمهور إلى أن ذلك لا يجوز حتى تغتسل، وذهب أبو حنيفة وأصحابه إلى أن ذلك جائز إذا طهرت لأكثر أمد الحيض، وهو عنده عشرة أيام " (19)

اختلاف کا سبب فقہاء کرام کے درمیان یہ اختلاف مذکورہ بالا آیت میں حَتَّى يَطْهُرْنَ میں مختلف قراءات کے وارد ہونے اور اس پر وقف کرنے اور نہ کرنے کی وجہ سے ہے۔ قرآءت میں اختلاف کی وجہ سے اہل علم کے درمیان یہ اختلاف واقع ہوا ہے کہ جب حیض کا خون رک جائے تو ہمبستری کے لیے غسل ضروری ہے یا نہیں؟ چنانچہ جمہور کا مذہب یہ ہے خون رُک جانے کے بعد جب تک غسل نہ کرے اس وقت تک ہمبستری جائز نہیں ہاں محمد بن کعب القرضی اور یحی بن بکیر فرماتے ہیں کہ پانی کی عدم موجودگی کی صورت میں جب تک تیمم نہ کرے اس وقت ہمبستری جائز نہیں۔ البتہ امام ابو حنیفہ امام ابو یوسف اور امام محمد رحمھم اللہ فرماتے ہیں کہ اگر خون دس دن کے

بعد رُکا ہوا ہے تو پھر غسل سے پہلے ہمبستری جائز ہے تاہم اگر دس دن سے پہلے خون رُکا ہوا ہے تو اس وقت تک غسل سے پہلے جائز نہیں جب تک غسل نہ کیا جائے یا اس پر ایک نماز کا وقت داخل نہ ہو جائے۔ (20)

قرآءت میں اختلاف کی وجہ سے اہل علم کے درمیان یہ اختلاف واقع ہوا ہے کہ جب حیض کا خون رک جائے تو ہمبستری کے لیے غسل ضروری ہے یا نہیں؟ چنانچہ جمہور کا مذہب یہ ہے خون رُک جانے کے بعد جب تک غسل نہ کرے اس وقت تک ہمبستری جائز نہیں ہاں محمد بن کعب القرضی اور یحی بن بکیر فرماتے ہیں کہ پانی کی عدم موجودگی کی صورت میں جب تک تیمم نہ کرے اس وقت ہمبستری جائز نہیں۔ البتہ امام ابو حنیفہ امام ابو یوسف اور امام محمد رحمھم اللہ فرماتے ہیں کہ اگر خون دس دن کے بعد رُکا ہوا ہے تو پھر غسل سے پہلے ہمبستری جائز ہے تاہم اگر دس دن سے پہلے خون رُکا ہوا ہے تو اس وقت تک غسل سے پہلے جائز نہیں جب تک غسل نہ کیا جائے یا اس پر ایک نماز کا وقت داخل نہ ہو جائے۔

درج بالا مختلف قراءت میں وقف کرنے اور نہ کرنے کی وجہ سے اہل علم کے فقہی استنباط میں اختلاف واقع ہوا ہے۔

مذکورہ آیت میں کل پانچ طرح کی قراءات وارد ہوئی ہیں، جن کو (البحر المحیط) میں تفصیل سے بیان کی گئی ہیں، چنانچہ ابو حیان الاندلسیؒ فرماتے ہیں: "ولا تقربوهن حتى يطهرن قرأ حمزة، والكسائي، وعاصم في رواية أبي بكر، والمفضل عنه: يطهرن بتشديد الطاء والهاء والفتح، وأصله: يتطهرن، وكذا هي في مصحف أبي، وعبد الله. وقرأ الباقون من السبعة: يطهرن، مضارع: طهر. وفي مصحف أنس: ولا تقربوا النساء في محيضهن واعتزلوهن حتى يتطهرن. وينبغي أن يحمل هذا على التفسير لا على أنه قرآن لكثرة مخالفته السواد، ورجح الفارسي: يطهرن، بالتخفيف إذ هو ثلاثي مضاد لطمثت، وهو ثلاثي. ورجح الطبري التشديد، وقال: هي بمعنى تغتسلن لإجماع الجميع على أنه حرام على الرجل أن يقرب امرأته بعد انقطاع الدم حتى تطهر، قال: وإنما الخلاف في الطهر ما هو. انتهى كلامه" (21)

اسی طرح ابن الجزری نے بھی اختصار کے ساتھ دو قراءات کا تذکرہ کیا ہے، ایک تشدید کے ساتھ اور دوسری قراءت تخفیف کے ساتھ، چنانچہ وہ فرماتے ہیں : "واختلفوا في حتى يطهرن فقرأ حمزة والكسائي، وخلف، وأبو بكر بتشديد الطاء والهاء، والباقون بتخفيفهما (22)" یطھرن میں قراء نے اختلاف کیا، پس حمزہ، کسائی، خلف اور ابو بکر نے طاء اور ھاء کی تشدید کے ساتھ پڑھا ہے، اور باقی نے ان دونوں کی تخفیف کے ساتھ پڑھا ہے۔

اسی طرح اسی مسئلے کو امام ابو بکر الجصاصؒ نے بھی کافی تفصیل کے ساتھ ذکر کیا ہے، چنانچہ آپ نے حَتَّى يَطْهُرْنَ میں دو قراءات کا تذکرہ کیا، ایک تخفیف کا اور دوسرا تشدید کا۔ (23)

درج بالا قراءات کا خلاصہ مذکورہ بالا عبارات کی روشنی میں کل پانچ مختلف قراءات معلوم ہو رہے ہیں:

جمہور آئمہ قراءات نے يَطْهُرْنَ کو طاء کے سکون اور ھاء کے ضمہ کے ساتھ پڑھا ہے۔

امام حمزہ، امام کسائی اور امام عاصمؒ نے يَطْهُرْنَ کو طاء اور ہاء دونوں کو تشدید کے ساتھ پڑھا ہے۔

ابی بن کعب اور عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالی عنہما کی مصحف میں (حَتَّى يَطْهُرْنَ) وارد ہوا ہے، جو کہ قراءة شاذہ ہے۔

حضرت انس رضی اللہ تعالی عنہ کی مصحف میں "ولا تقربوا النساء في محيضهن واعتزلوهن حتى يتطهرن" وارد ہوا ہے۔

پانچویں قراءت پہلی اور دوسری قراءت کی روشنی میں ایک نئی قراءت بنتی ہے، اگر يَطْهُرْنَ کو طاء کی تخفیف اور ہاء کے ضمہ ساتھ پڑھا جائے تو يَطْهُرْنَ پر وقف کرنا لازم ہے۔ اگر يَطْهُرْنَ کو طاء اور ہاء کی تشدید کے ساتھ پڑھا جائے تو وقف کرنا لازم نہیں۔

وقف کا مذکورہ مسئلے پر اثر اس آیتِ کریمہ سے مستنبط ہونے والے مسئلے میں مذکورہ بالا قراءات میں سے پہلی اور دوسری قراءت کے ساتھ ساتھ پانچویں قراءت کا بہت گہرا اثر ہے۔ کیونکہ اگر يَطْهُرْنَ کو تخفیف کے ساتھ پڑھا جائے تو بسبب جملہ تام ہونے کے وقف کرنا لازم ہے، اور یہ وقف تام ہوگا۔ اور اس کے بعد والا جملہ مستانفہ ہوگا۔ کیونکہ ماقبل والے جملے کا مابعد کے جملے کے ساتھ نہ لفظاً تعلق ہے اور نہ معنیً۔ اگر يَطْهُرْنَ کو طاء اور ہاء کی تشدید کے ساتھ پڑھا جائے تو بسبب جملہ تام نہ ہونے کے وقف کرنا لازم نہیں ہے۔ کیونکہ دونوں جملوں کا آپس میں لفظاً اور معنیً تعلق قائم ہے۔ یہی وجہ ہے کہ احمد بن عبدالکریم الاشمونیؒ نے بھی اسی بات کی طرف اشارہ کرکے فرمایا کہ حتی یطھرن تخفیف کے ساتھ پڑھنے کی وجہ سے صرف انقطاع دم مراد ہے اور اسی پر وقف کیا جائے گا، اور حَتَّى يَطْهُرْنَ تشدید کے ساتھ پڑھنے کی وجہ سے انقطاع دم کے بعد غسل کرنا بھی لازم ہے، اور اسی صورت میں وقف نہیں کیا جائے گا۔

اسی طرح "فاعتزلوا النساء في المحيض حتى يطهرن "تخفیف اور تشدید (دونوں کے ساتھ پڑھا گیا ہے) پس جس نے تخفیف کے ساتھ پڑھا تو اس کے ہاں طہر انقطاع دم سے (حاصل) ہوگا، پس اس کے لئے اس پر وقف کرنا جائز ہے۔ کیونکہ یہ اور اس کا مابعد دو (الگ الگ) کلام ہیں۔ اور جس نے تشدید کے ساتھ پڑھا تو طہر اس کے نزدیک غسل سے حاصل ہوگا، پس اس کے لئے وقف کرنا جائز نہیں، کیونکہ یہ اور اس کا مابعد ایک کلام ہے۔(24)

اسی اختلاف کے سبب اس جملے کے مفہوم اور مراد میں بھی اختلاف واقع ہو جاتا ہے، جو کہ اختلاف فقہاء کا سبب بنتا ہے۔

احناف کے علاوہ دیگر فقہاء کا موقف جمہور کے نزدیک دس دن پر خون بند ہونے کے بعد جب تک غسل نہ کرے تب تک ایسی عورت سے جماع کرنا جائز نہیں۔ چنانچہ قاضی ابوبکر ابن العربی نے اپنی مایہ ناز تصنیف (احکام القرآن) میں مفصل بحث کی ہے، جہاں پر اپنے موقف کی تائید اور حنفیہ کے قول کی مخالفت پر کئی قسم کے دلائل پیش کئے، نیز ان کے موقف پر حنفیہ کی طرف سے وارد ہونے والے اعتراضات کے جوابات بھی کافی تفصیل سے دیئے ہیں۔ چنانچہ آپ نے یطھرن میں تشدید والی قراءات اختیار کر کے انقطاع دم کے بعد جماع کے جواز کے لئے انقطاع دم کے بعد غسل کو ضروری قرار دیا ہے۔(25)

اسی طرح امام شوکانیؒ نے بھی اپنا طرز استدلال پیش کیا ہے، چنانچہ وہ تحریر فرماتے ہیں: "والأولى أن يقال إن الله سبحانه جعل للحلّ غايتين- كما تقتضيه القراءتان- إحداهما انقطاع الدم، والأخرى التطهر منه، والغاية الأخرى مشتملة على زيادة على الغاية الأولى، فيجب المصير إليها. وقد دلّ على أن الغاية الأخرى هي المعتبرة قوله تعالى بعد ذلك فَإِذا تَطَهَّرْنَ فإن ذلك يفيد أن المعتبر التطهر لا مجرد انقطاع الدم. وقد تقرر أن القراءتين بمنزلة الآيتين فكما أنه يجب الجمع بين الآيتين المشتملة إحداهما على زيادة العمل بتلك الزيادة، كذلك يجب الجمع بين القراءتين"(26) اس کے علاوہ ابن قدامہ المقدسیؒ بھی یہی فرماتے ہیں کہ اس آیت میں انقطاع دم کے بعد غسل کرنے سے قبل جماع کرنا جائز نہیں ہے کیونکہ ابن عباس رضی اللہ عنہما کی تفسیر کے مطابق اس آیت میں غسل کرنا ہی مراد ہے، اسی وجہ سے اس آیت میں وطی کے جواز کے لئے دو شرطیں لگائی گئی ہیں، ایک انقطاع دم کی شرط اور دوسری شرط غسل کرنے کی۔(27)

احناف کا موقف حضراتِ احناف کے ہاں حائضہ عورت کا خون اگر دس دن پر رک جائے تو بغیر غسل کے جماع کرنا جائز ہے۔ جیسا کہ صاحب ہدایہ تحریر فرماتے ہیں: "وإن انقطع الدم لعشرة أيام حل وطؤها قبل الغسل " لأن الحيض لا مزيد له على العشرة إلا أنه لا يستحب قبل الاغتسال للنهي في القراءة بالتشديد" (28) البتہ اگر دس دن سے کم مدت میں خون رک جائے تو اس وقت غسل کرنے کے بعد یا ایک مکمل نماز کے وقت گزرنے کے بعد جماع کرنا جائز ہے۔ چنانچہ صاحب ہدایہ مزید تحریر فرماتے ہیں: "وإذا انقطع دم الحيض لأقل من عشرة أيام لم يحل وطؤها حتى تغتسل" لأن الدم يدر تارة وينقطع أخرى فلا بد من الاغتسال ليترجح جانب الانقطاع "ولو لم تغتسل ومضى عليها أدنى وقت الصلاة بقدر أن تقدر على الاغتسال والتحريمة حل وطؤها "لأن الصلاة صارت دينا في ذمتها فطهرت حكما" (29) حضراتِ احناف کے نزدیک اس آیت کے اندر وقف حتی یطھرن پر ہے اور آگے فاذا تطھرن جملہ مستانفہ ہے، جس کا ماقبل کے ساتھ کوئی تعلق نہیں۔ اگر حتی یطھرن پر وقف نہ ہوتا اور اگلا جملہ مستانفہ نہ ہوتا بلکہ اس کا ماقبل کے ساتھ تعلق ہوتا تو فاذا تطھرن نہ لاتے بلکہ جملہ یوں ہوتا، "حتی یطھر فاتوھن من حیث امرکم اللہ"۔ لیکن جب اس جملہ پر فاذا تطھرن کا اضافہ کر لیا تو معلوم ہوا کہ یہ جملہ مستانفہ کسی دوسرے حکم کے واسطے ہے۔ جیسا کہ اوپر کی عبارات سے واضح ہو گیا۔ احناف مزید فرماتے ہیں کہ اگر بالفرض تخفیف اور تشدید والی دونوں قراءتوں کو تسلیم کر کے ان دونوں کے مقتضی پر عمل کیا جائے تب بھی آیت کا مفہوم اس طور پر صحیح بن سکتا ہے کہ تخفیف والی قراءت کا مقتضی دس دن پر انقطاع دم پر جماع کا قبل الغسل کے جائز ہونے پر محمول کیا جائے اور تشدید والی قراءت کا مقتضی دس دن سے کم آیام میں انقطاع دم کے بعد غسل کے لازم ٹھرانے پر محمول کیا جائے۔(30)

محدود فی القذف کی گواہی کی قبولیت پر وقف کا اثر مسئلہ یہ ہے کہ جب کسی کو قذف کی سزا مل جائے تو توبہ کرنے کے بعد کیا اس کی گواہی قبول ہو گی یا نہیں؟ تو اس کی گواہی کی قبولیت کے بارے میں فقہاء کرام کے درمیان اختلاف ہے، اس مسئلے کو مندرجہ ذیل آیت میں بیان کیا گیا ہے، چنانچہ اللہ رب العزت کا ارشاد ہے: "وَالَّذِينَ يَرْمُونَ الْمُحْصَنَاتِ ثُمَّ لَمْ يَأْتُوا بِأَرْبَعَةِ شُهَدَاءَ فَاجْلِدُوهُمْ ثَمَانِينَ جَلْدَةً وَلَا تَقْبَلُوا لَهُمْ

شَهادَةً أَبَداً وَأُولئِكَ هُمُ الْفاسِقُونَ " " إِلَّا الَّذِينَ تابُوا مِنْ بَعْدِ ذلِكَ وَأَصْلَحُوا فَإِنَّ اللَّهَ غَفُورٌ رَحِيمٌ" (31) **ترجمہ:** اور جو لوگ پاک دامن عورتوں پر تہمت لگائیں، پھر چار گواہ لے کر نہ آئیں، تو ان کو اسی (80) کوڑے لگاؤ، اور ان کی گواہی کبھی قبول نہ کرو، اور وہ خود فاسق ہیں۔ ہاں جو لوگ اس کے بعد توبہ کر لیں، اور (اپنی) اصلاح کر لیں، تو اللہ بہت بخشنے والا، بڑا رحم کرنے والا ہے۔ (32)

فقہی استنباط میں فقہاء کا اختلاف فقہاء کرام کا اس مسئلے میں اختلاف ہوا ہے کہ محدود فی القذف کی گواہی توبہ کے بعد قبول کی جائے گی یا نہیں؟ احناف کے نزدیک محدود فی القذف کی گواہی ہمیشہ کے لئے رد کی جائے گی، اگرچہ توبہ تائب ہو جائے، البتہ دیگر فقہاء کرام کے نزدیک محدود فی القذف اگر توبہ کرے تو اس کی گواہی قبول کی جائے گی۔ چنانچہ صاحب ہدایہ علامہ مرغینانیؒ فرماتے ہیں: " وإذا حد المسلم في قذف سقطت شهادته وإن تاب " وقال الشافعي رحمه الله تقبل إذا تاب "(33) اسی طرح کتاب الشہادات میں بھی یہی اختلاف بیان کیا ہے۔ (34)

اختلاف کا سبب اس اختلاف کی بنیادی وجہ یہ ہے کہ پہلی آیت میں تین باتوں کا ذکر ہے، ایک یہ کہ تہمت لگانے والے کو حد قذف لگائی جائے گی، دوسری بات یہ ہے کہ اس کی گواہی ہمیشہ کے لئے رد کی جائے گی اور تیسری بات یہ ہے کہ ایسے (تہمت لگانے والے) لوگ فاسق ہیں۔ اگلی آیت میں توبہ کے ساتھ استثناء ذکر کیا ہے، اس استثناء کا ما قبل والی آیت کے تینوں حصوں کے ساتھ تعلق ہے یا بعض کے ساتھ؟ اس بارے میں فقہاء کرام کے درمیان اختلاف ہے اور یہی استثناء اس اختلاف ک ی بنیادی وجہ بھی ہے۔ چنانچہ اس بات پر تو سب کا اتفاق ہے کہ اس استثناء کا تعلق پہلی والی آیت کے پہلے حصے کے ساتھ بالکل نہیں ہے، دوسرے اور تیسرے حصوں میں سے دونوں کے ساتھ یا ان دونوں میں سے صرف آخری حصے کے ساتھ تعلق میں اختلاف ہے، احناف کے نزدیک صرف آخری حصے کے ساتھ تعلق ہے جبکہ دیگر فقہاء کرام کے نزدیک دونوں حصوں کے ساتھ ہے۔ اس استثناء کے تعلق میں اختلاف کی منشاء ایک دوسرے اختلاف پر مبنی ہے اور وہ ما قبل والی آیت میں لفظِ ابدا پر وقف کرنے یا نہ کرنے کے بارے میں آئمہ کا اختلاف ہے۔ چنانچہ جن کے نزدیک لفظِ ابدا پر وقف کیا جائے گا ان کے نزدیک ابدا پر جملہ تام ہوا اور اس کے بعد والا جملہ مستانفہ ہے، اور اگلی آیت میں استثناء کا تعلق بھی لفظِ ابدا کے مابعد والے جملے کے ساتھ ہے، اور جن کے نزدیک لفظِ ابدا پر وقف نہیں ہے بلکہ یہ پورا ایک ہی جملہ متصلہ ہے، ان کے نزدیک اگلی آیت میں استثناء کا تعلق بھی ما قبل والی آیت کے دونوں حصوں کے ساتھ ہے۔

لہذا پہلی صورت میں مطلب یہ ہو گا محدود فی القذف کی گواہی ہمیشہ کے لئے رد کر دی جائے گی، اور وہ فاسق کہلائے گا، مگر یہ کہ وہ توبہ کرے تو وہ فاسق نہ کہلائے گا۔ اور دوسری صورت میں مطلب یہ ہو گا کہ محدود فی القذف کی گواہی ہمیشہ کے لئے رد کر دی جائے گی، اور وہ فاسق کہلائے گا، مگر یہ کہ وہ توبہ کرے تو اس کی گواہی (توبہ کرنے کے بعد) رد نہیں کی جائے گی، اور وہ فاسق بھی شمار نہیں کیا جائے گا۔

مذکورہ مسئلے کے استنباط پر وقف کا اثر مذکورہ بالا آیت سے مستنبط ہونے والے مسئلے پر وقف کا خاص اثر ہے، کیونکہ لفظِ ابدا پر اگر وقف کیا

جائے تو محدود فی القذف کی گواہی توبہ کے بعد بھی قبول نہیں کی جاسکتی، وجہ یہ ہے کہ لفظِ ابداپر وقف کی صورت میں اگلی آیت میں استثناء پہلی آیت کے تیسری جزء سے شمار کیا جائے گا، یعنی اگر توبہ کی تو اس سے فسق کا نام ختم کیا جائے گا، اور اگر لفظِ ابداپر وقف نہیں کیا تو پھر استثناء کا تعلق ماقبل والی آیت کے تمام اجزاء سے ہو جائے گا یعنی محدود فی القذف اگر توبہ کرے تو اس کی گواہی بھی قبول کی جائے گی، اور اس سے فسق کا نام بھی ختم کیا جائے گا۔ اسی بات کی طرف علامہ اشمونیؒ نے بھی اشارہ کیا ہے۔(35)

احناف کے نزدیک محدود فی القذف کی گواہی ہمیشہ کیلئے رد کی جاتی ہے، اس کی بنیادی وجہ لفظِ ابداپر وقف کرنے کی وجہ سے مابعد والی آیت میں مذکور استثناء کا پہلی آیت میں ابدا کے مابعد سے تعلق ہونا ہے نہ کہ ابدا سے پہلے والے حصے کے ساتھ۔ نیز پہلی آیت میں تین باتیں ذکر کی ہیں ان میں سے پہلی بات کی ابتداء امر کے ساتھ کی ہے اور آخری (یعنی تیسری بات) کو جملہ اسمیہ کے ساتھ ذکر کیا ہے، اور اس کے درمیان واو مستانفہ لائی گئی ہے نہ کہ واو جمع، کیونکہ پہلی آیت کے شروع والے حصے میں امر اور آخری حصے (یعنی جملہ اسمیہ) کو واو جمع کے ساتھ جمع کرنا صحیح نہیں۔ اسی وجہ سے یہ واو مستانفہ ہی ہوگی، نہ کہ جمع۔ یہی بات امام جصاصؒ نے بھی بیان کی ہے۔(36)

مسئلہ قصاص میں برابری پر وقف کا اثر مسئلہ یہ ہے کہ آزاد کو غلام کے بدلے، مرد کو عورت کے بدلے اور مسلمان کو کافر کے بدلے میں قصاص کیا جائے گا یا نہیں؟ اس میں احناف اور دیگر آئمہ کے درمیان اختلاف ہے۔ چنانچہ قصاص کی فرضیت قرآن کریم سے ثابت ہے، چنانچہ اللہ تعالی کا ارشاد ہے: " يا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا كُتِبَ عَلَيْكُمُ الْقِصَاصُ فِي الْقَتْلَى الْحُرُّ بِالْحُرِّ وَالْعَبْدُ بِالْعَبْدِ وَالْأُنْثَى بِالْأُنْثَى " (37) **ترجمہ:** اے ایمان والو! جو لوگ (جان بوجھ کر ناحق) قتل کردیئے جائیں ان کے بارے میں تم پر قصاص (کا حکم) فرض کر دیا گیا ہے۔ آزاد کے بدلے آزاد، غلام کے بدلے غلام، اور عورت کے بدلے عورت (ہی کو قتل کیا جائے)۔

فقہی استنباط میں فقہاء کا اختلاف قصاص لینے کے دوران فقہاء کرام کے درمیان صفات میں برابری کا لحاظ رکھنے یا نہ رکھنے کے بارے میں اختلاف ہے، جس کی وجہ مذکورہ بالا آیت میں کتب علیکم القصاص فی القتلی کو مستقل جملہ سمجھنا ہے، چنانچہ جس نے اس کو جملہ تام اور مستقل سمجھا ان کے نزدیک مقتولین میں صفات کے اعتبار سے برابری ضروری نہیں، بلکہ کسی بھی اعلی صفت کا انسان ادنی صفت والے انسان کے بدلے میں قصاص کیا جائے گا۔ جس نے اس جملے کو نامکمل سمجھ کر اگلے والے جملے کے ساتھ مربوط سمجھا تو ان کے نزدیک قصاص لیتے وقت صفات میں برابری ضروری ہے، چنانچہ یہی بات ابوہاشم صالح بن عواد نے کہی ہے۔(38)

اختلاف کا سبب اس مسئلے میں فی الْقَتْلَى پر وقف کرنے اور نہ کرنے کی وجہ سے اختلاف واقع ہوا ہے کیونکہ وقف کرنے کی صورت میں قصاص لیتے وقت قاتل اور مقتول کی صفات میں برابری ضروری نہیں، جیسا کہ احناف کا مسلک ہے لیکن اگر وقف نہ کی اجائے بلکہ ماقبل کے جملے کا مابعد کے ساتھ ارتباط تسلیم کیا جائے پھر قاتل اور مقتول کی صفات میں برابری لازمی قراد دی جائے گی، جیسا کہ جمہور کا مسلک ہے۔ اسی بات کو احمد اسماعیل المقدم نے بھی بیان کیا ہے۔(39)

مذکورہ مسئلے پر وقف کا اثر احناف ؒ فرماتے ہیں کہ آزاد کو غلام کے بدلے میں مرد کو عورت کے بدلے میں اور مسلمان کو کافر کے بدلے میں قصاص کئے جائیں گے۔ جیسا کہ علاؤالدین الکاسانیؒ نے اس بات کی تصریح کی ہے۔(40) احناف ؒ فرماتے ہیں کہ اس آیت کریمہ میں کتب علیکم القصاص فی القتلی پر وقف ہے، اور اگلا جملہ مستانفہ ہے۔ القتلی پر وقف کرنے کی وجہ سے جملہ تام ہو جاتا ہے اور مابعد کا محتاج نہیں رہتا۔ جس کا مفہوم اور مطلب یہ بن جاتا ہے کہ قصاص تمام قتلی (مقتولین) میں جاری ہو گی۔ امام جصاصؒ نے بھی یہی تفسیر بیان کی ہے۔(41) ان مواضع کے علاوہ بھی کئی ایسے مواضع ہیں جہاں پر وقف کی وجہ سے فقہی مسائل پر کافی گہرا اثر پڑتا ہے، اور وقف میں اختلاف فقہی مسائل میں اختلاف کا سبب بنتا ہے۔

نتائج قرآن مجید کی عظمت کا تقاضا یہ ہے کہ اسے اچھی طرح سمجھ کر ترتیل کے ساتھ اس کی تلاوت کی جائے، البتہ ترتیل کے دونوں جز یعنی "تجوید الحروف و معرفۃ الوقوف" کا خاص خیال رکھنا بھی ضروری ہے، کیونکہ جز کے بغیر وہ شئ بھی مکمل نہیں ہوتی، اس لیے تکمیلِ ترتیل کے لیے ضروری ہے کہ وقف کی معرفت اور پہچان ہو، تاکہ قاری تلاوت کے دوران قرآن کریم کے معانی و مفاہیم میں ردوبدل سے محفوظ رہے، اور اس کے محاسن کو برقرار رکھے۔ نیز علمِ وقف کی معرفت فقہاء کا استنباط اور اس پر اس کے اثر میں معاون و ممد ثابت ہوتی ہے۔ بعض مرتبہ کسی آیت میں اختلافِ قرآءت آئمہ کے درمیان مسائل میں اختلاف کا سبب بنتا ہے، جس سے جواز و عدم جواز کے دونوں پہلو میں گنجائش نکل آتی ہے۔

سفارشات

بحثیتِ مسلمان ہر ایک کی یہ ذمہ داری بنتی ہے کہ قرآن (کے مفہوم و مطالب اور قراءت و تجوید کو) خود بھی سیکھے اور دوسروں کو بھی سیکھانے کی بھرپور کوشش کریں۔

ملک خداداد پاکستان میں پارلمینٹ، عدلیہ اور انتظامیہ کے لیے ضروری ہے کہ وہ قرآن فہمی اور قراءت کی ترویج واشاعت میں کسی قسم کی کوئی کسر نہ چھوڑے۔

پاکستان کے تمام تعلیمی اداروں میں بالعموم اور عصری تعلیمی اداروں میں بالخصوص اس کی طرف توجہ مبذول کرانے کی ضرورت ہے تاکہ ان اداروں سے فارغ التحصیل ہونے والے حضرات جس طرح ایک مخصوص مضمون میں اپنا کورس مکمل کر لیتے ہیں، اس کے ساتھ ساتھ ان کو قرآن مجید کے بنیادی علوم سے واقفیت ہو اور اس کے حروف کی درست ادائیگی کی پہچان بھی ہو۔

پاکستان میں مقتدر طبقہ، علماء، اسلامی اسکالرز اور حکمرانوں کی یہ ذمہ داری بنتی ہے کہ وہ قرآءت کے محافل اور پروگرام کے انعقاد میں اہم کردار ادا کریں، اور ملکی سطح پر قراء حضرات کی حوصلہ افزائی کا بھی خاص اہتمام کریں۔

مصادر و مراجع

---

[1] أبو الوفا، على الله بن علي أبو الوفا، القول السديد في علم التجويد (ص: 123) الناشر: دار الوفاء – المنصورة، الطبعة: الثالثة، 1424 هـ - 2003 م

[2] عبد الفتاح بن عبد الغني القاضي، ت: 1403هـ، الوافي في شرح الشاطبية في القراءات السبع، ص: 173 مكتبة السوادي للتوزيع، ط: الرابعة، 1412 هـ - 1992

[3] أبو الحسين أحمد بن فارس بن زكريا، عبد السلام محمد هارون، معجم مقاييس اللغة لابن فارس (6/ 135)، الناشر : دار الفكر، الطبعة : 1399هـ - 1979م.

[4] علي بن محمد بن علي الجرجاني، التعريفات للجرجانى ، ،(ص328) تحقيق : إبراهيم الأبياري الناشر : دار الكتاب العربي – بيروت، الطبعة الأولى ، 1405،

[5] عبد الفتاح بن عبد الغني القاضي، ت: 1403هـ، الوافي في شرح الشاطبية في القراءات السبع، ص: 173 مكتبة السوادي للتوزيع، ط: الرابعة، 1412 هـ - 1992

[6] أحمد بن عبد الكريم بن محمد بن عبد الكريم الأشموني المصري الشافعي (المتوفى: نحو 1100هـ) منار الهدى في بيان الوقف والابتدا ومعه المقصد لتلخيص ما في المرشد (ص: 24) مؤلف المقصد لتلخيص ما في المرشد: زكريا بن محمد بن أحمد بن زكريا الأنصاري، زين الدين أبو يحيى السنيكي (المتوفى: 926هـ) المحقق: شريف أبو العلا العدوي ،الناشر: دار الكتب العلمية – بيروت، الطبعة: الأولى، 1422 هـ - 2002 م

[7] على الله بن علي أبو الوفا القول السديد في علم التجويد (ص: 123)الناشر: دار الوفاء - المنصورة۔الطبعة: الثالثة، 1424 هـ - 2003 م

[8] (القرآن : المزمل :4)

[9] ابن جزری، محمد بن محمد، ابو الخیر، مکتبہ التجاریہ الکبریٰ باول الشارع محمد علی مصر، س۔ن النشر فی القراء ات العشر، 1/ 177)

[10] أن رجلا وقف أمام النبي صلّى الله عليه وسلم خطيبا فقال: ووقف، فقال له النبي صلّى الله عليه وسلم: «بئس خطيب القوم أنت، قل: ومن يعص الله ورسوله فقدرشد ومن يعصها الخ ۔ محمد أحمد مفلح القضاة، أحمد خالد شكرى، محمد خالد منصور (معاصر)، مقدمات في علم القراءات(ص: 198) الناشر: دار عمار - عمان (الأردن)،الطبعة: الأولى، 1422 هـ - 2001 م

[11] الحفيان، أحمد محمود عبد السميع الشافعی. الوافي في كيفية ترتيل القرآن الكريم (ص: 78) (شرح واف لمتني الجزرية وتحفة الأطفال)،الناشر: دار الكتب العلمية – بيروت، الطبعة: الأولى، 1421 هـ - 2000 م

[12] (القرآن: بقرة-5)

[13] (القرآن: بقرة-6)

[14] (القرآن: بقرة-10)

[15] الحفيان. أحمد محمود عبد السميع الشافعی ، الوافي في كيفية ترتيل القرآن الكريم (ص: 78-80) (شرح واف لمتني الجزرية وتحفة الأطفال)،الناشر: دار الكتب العلمية – بيروت، الطبعة: الأولى، 1421 هـ- 2000 م

[16] عبدالرزاق ,علی ابراہیم موسی ، المحررالوجیز فی عدد آی الکتاب العزیز، شرح وتوجیہ علامۃ الشیخ محمد المتولی ، ص 25،مکتبۃ المعارف ریاض ، 1988ء

[17] [القرآن - البقرة: 222]

[18] (عثمانی ، مفتی محمد تقی، آسان ترجمہ قرآن 1/ 110، مکتبہ معارف القرآن)

[19] ابن رشد، القرطبي،محمد بن أحمد بن محمد بن أحمد، بداية المجتهد ونهاية المقتصد 1 / 63، 64، دار الحديث القاهرة، الطبعة: بدون طبعة، 1425هـ - 2004 م

[20] (القِنَّوجي، الحسيني البخاري، محمد صديق خان (المتوفى: 1307هـ)، نيل المرام من تفسير آيات الأحكام 1 / 71، 72، دار الكتب العلمية، 2003/01/30)

[21] (ابوحيان، الاندلسی، محمد بن يوسف، البحرالمحيط في التفسير2 / 224، دار الفكر – بيروت، ط:1420هـ)

[22] (ابن الجزري ، أبو الخير ، شمس الدين ، محمد بن محمد بن يوسف (المتوفى : 833 هـ)، النشر في القراءات العشر2 / 227، الناشر : المطبعة التجارية الكبرى۔

[23] (الجصاص ، الرازي الحنفي، أحمد بن علي أبو بكر، أحكام القرآن 1 / 422، 423، الناشر: دار الكتب العلمية بيروت – لبنان، الطبعة: الأولى، 1415هـ/1994م)

[24] (الأشموني المصري الشافعي، أحمد بن عبد الكريم بن محمد بن عبد الكريم (المتوفى: نحو 1100هـ)، منار الهدى في بيان الوقف والابتدا 1 / 107، الناشر: دار الحديث - القاهرة، مصر، عام النشر: 2008)

[25] (ا بن العربي، القاضي محمد بن عبد الله أبو بكر المعافري الاشبيلي المالكي (المتوفى: 543هـ)،، أحكام القرآن 1/ 228 - 235، الناشر: دار الكتب العلمية، بيروت – لبنان، الطبعة: الثالثة، 1424 هـ - 2003 م)

[26] (الشوكاني، اليمني، محمد بن علي، (المتوفى: 1250هـ)، فتح ا لقدير1 / 259، ،:دار ابن كثير، دار الكلم الطيب دمشق، بيروت،الطبعة: الأولى - 1414 هـ)

[27] (ابن قدامة المقدسي، عبد الله بن أحمد بن محمد، (المتوفى: 620هـ)،المغني 1/ 246، الناشر: مكتبة القاهرة

[28] (المرغيناني، علي بن أبي بكر بن عبد الجليل الفرغاني (المتوفى: 593هـ) الهداية في شرح بداية المبتدي 1/ 33، الناشر: دار احياء التراث العربي - بيروت - لبنان)

[29] (حوالہ بالا: الهداية في شرح بداية المبتدي 1/ 33)

[30] (الجصاص، الرازي الحنفي، أحمد بن علي أبو بكر، أحكام القرآن 1 / 423، 424، دار الكتب العلمية بيروت – لبنان، الطبعة: الأولى، 1415هـ/1994م)

[31] [القرآن :النور: 4، 5].

---

[32] (مفتی تقی عثمانی : آسان ترجمہ قرآن، ص: 744)

[33] (المرغيناني، علي بن أبي بكر بن عبد الجليل الفرغان، (المتوفى: 593هـ)، الهداية، 1/110باب حد القذف، دار احياء التراث العربي - بيروت - لبنان)

[34] المرغيناني، علي بن أبي بكر، (المتوفى: 593هـ)، الهداية، كتاب الشهادات، باب من تقبل شهادته ومن لم تقبل دار احياء التراث العربي - بيروت - لبنان)

[35] (الأشموني، المصري الشافعي (المتوفى: نحو 1100هـ)، أحمد بن عبد الكريم بن محمد بن عبد الكريم، منار الهدى في بيان الوقف والابتدا 2 / 72، الناشر: دار الحديث - القاهرة، مصر، عام النشر: 2008)

[36] (الجصاص، احمد بن على ابوبكر، احكام القرآن 3/ 360، دارالكتب العلمية)

[37] [القرآن :البقرة: 178]

[38] (المغامسي، أبو هاشم صالح بن عوّاد بن صالح، سلسلة محاسن التأويل134 /10، مصدر الكتاب: دروس صوتية قام بتفريغها موقع الشبكة الإسلامية، http://www.islamweb.net،

[39] (المقدم، محمد أحمد إسماعيل، تفسير القرآن الكريم 13 /3، مصدر الكتاب: دروس صوتية قام بتفريغها موقع الشبكة الإسلامية)

[40] (الكاساني، أبو بكر بن مسعود بن أحمد الحنفي (المتوفى: 587هـ)، بدائع الصنائع في ترتيب الشرائع 237/7، دار الكتب العلمية، الطبعة: ٢، 1406هـ - 1986م)

[41] الجصاص، أحمد بن علي الرازي الحنفي (المتوفى: 370هـ)، أحكام القرآن 164/1، محمد صادق القمحاوي عضو لجنة مراجعة المصاحف بالأزهر الشريف، دار إحياء التراث العربي – بيروت، تاريخ الطبع: 1405 هـ)

References

1-Abul wafa, Ali bin Ali Abul wafa, Al-Quwlussadid Fi- Eilm-e-Tajweed, pg,123, Darulwafa, 2003.
2-Abdulfatah bin Abdulghani (1403) Alwafi Fi Shirheshatbiha Fil Qiraatesbah, pg,173, Al-swadi,1992,
3-Abul Hussain Ahmed bin Faris bin Zakaria, Abdussalam Muhammad Haroon, Mujam Maqaissulugha le Ibn-e- Faris, pg,135, VL,6, Darulfikar,1979.
4-Ali bin Muhammad bin Ali Al-Jurjani, Al-Tarifat Le Jurjani, pg,328, Darulkutab Al arbi, Biroot,1405.
5-Abdulfatah bin Abdulghani (1403) Alwafi Fi Shirh-e-Shatbiha Fil Qiraatesbah, pg,173, Al-Swadi,1992.
6-Ahmed bin Abdulkarim bin Muhammad Abdulkarim Al-Ashmuni(1100)Manaralhuda Fi bianulwaqf wal Ibteda Wamaho Al-maqsidultalKhis mafilmurshid, pg,24,Zakaria bin Muhammad bin Ahmed bin Zakaria Al-Ansari, Zinudin Abu Yahya Al-Alsniki,(926)Darul kutab,biroot,2002.
7-Abul wafa, Ali bin Ali Abul wafa, Al-Quwalussadid Fi Eilm-e-Tajweed, pg,123, Darulwafa, 2003.
8 -Al-Quraan (Muzamil:4)
9 -Ibn-e-Jazri, Muhammad bin Muhammad, Abulkhir, Al-Tejaritul kubra, Misar, Aanshar filQiraat Ashar, pg,177, VL1.
10-Muhammad Ahmed Mufleh ulqaza,Ahmed khalid Shakri,Muhammad Khalid Mansoor,Muqadmat Fi Elm-e-qiraat,pg,198,Dar-e Amar,Urdan,2001.
11- Al-hefian, Ahmed Mahmood Abdussamig, Alwafi Fikifiat-e-Tartilil Quraan-e- Karim, pg,78, Darulkutab Al-Elmia, Biroot,2000.
12 -Al-Quraan, (Al-Baqrah:5)
13 -Al-Quraan, (Al-Baqrah:6)
14 -Al-Quraan, (Al-Baqrah:10)
15- Al-hefian, Ahmed Mahmood Abdussamig, Alwafi Fikifiat-e-Tartilil Quraan-e-Karim, pg,78, Darulkutab Alelmia, Biroot,2000.
16 – Abdurrazaq Ali Ibrahim, Al-Muharr-ul-Wajiz Fi addadi Aiytulkitab -e-Aziz, pg,25, Almauarif, Riaz,1988.
17 -Al-Quraan, (Al-Baqrah:222)
18- Usmani, Mufti Taqi, Asan Tarjuma Quaran, pg,110, Maariful Ulquran.
19-Ibn-e-Rushod, Al-qurtabi, Abulwalid Muhammad bin Ahmed bin Muhammad, Bidaiatul Mujtahid wanihaitul Muqtasid, pg,63,64, VL,1, Darul hadith, Al-Qahira,2004.

20 -Al-Qennogi, Al-hussaini, Al-bukhari,Abutaiab Muhammad Sadiq khan bin hassan bin Ali(1307), Nialul-ul-Moram min Tafseere Aiatel Ihkam, pg,71,72,VL1,Darulkutab Al-Elmia,2003.
21 – Abu Hian Al-Undlosi, Muhammad bin Yousaf bin Ali bin Hian, Al-Bahrul-ul-Muheet Fi-Tafseer, pg,224, VL2, Darulfikar, Biroot,1420.
22 -Ibn-e-Jazri, Abulkhir, Muhammad bin Yousaf,Al-tejaritul kubra,Misar,Aanshar fil Qiraat Ashar,pg,227,VL,2,
23–Al-Jassas, Al-Razi Al-hanafi, Ahmed bin Ali bin Abi bakar, Ihkamul-ul-Quraan, pg,422,423, VL,1, Darulkuttab Al-Elmiah, Biroot,1994.
24- Al-Ashmuni(1100)،Ahmed bin Abdulkarim bin Muhammad Abdulkarim ،Manarul Huda Fi bianulwaqf wal Ibteda,pg,107,VL1,Darul Hadith,Al-Qahira,2008.
25 – Ibnul-ul-Arbi, Al-Qazi Muhammad bin Abdullah Abubaker Al-maliki, Ihkamul Quraan, pg,228-235, VL1, Darulkutob Al-Elmia Biroot,2003.
26 – Al-Shauwkani, Muhammad bin Ali bin Muhammad bin Abdullah (1250), Fathulqadir, pg 259, VL1, Dar-e- Ibni-e- kaseer, Demashq, Biroot,1414.
27- Ibn-e- Qudamah Al-maqdasi, Abu Muhammad Abdullah bin Ahmed bin Muhammad (620), Al-Mughni Le Ibne Qudamah, pg 246, VL1, Maktabatul Al-Qahirah.
28 – Al-Murghinani,Abul Hassan Burhanudin, Ali bin Abi Baker bin Abduljalil Al-farghani,(593) Al-Hedaiah Fi Sherh-e- Bedaiatul Mubtadi,pg33,VL1,Dare Ihyauttras Al-arbi,Biroot,Labnan.
29- Same Reference = Al-Murghinani,Abul Hassan Burhanudin, Ali bin Abi Baker bin Abduljalil Al-farghani,(593) Al-Hedaiah Fi Sherh-e-Bedaiatul Mubdadi,pg33,VL1,Dare Ihyauttras Al-arbi,Biroot,Labnan.
30–Al-jassas, Al-Razi Al-hanafi, Ahmed bin Ali bin Abi bakar,Ihkamul-ul-Quran, pg,422,423, VL,1, Darulkuttab Al-Elmiah, Biroot,1994.
31 -Al-Quraan, (Al-Noor:4-5)
32- Usmani, Mufti Taqi, Asan tarjuma Quraan, pg,744, Maariful Ulquran.
33- Al-Murghinani,Abul Hassan Burhanudin, Ali bin Abi Baker bin Abduljalil Al-farghani,(593) Al-Hedaiah Fi Sherh-e-Bedaiatul Mubtadi,pg110,VL1, Dar-e-Ihyauttras Al-arbi,Biroot,Labnan.
34- Same Reference = Al-Murghinani,Abul Hassan Burhanudin, Ali bin Abi Baker bin Abduljalil Al-farghani,(593) Al-Hedaiah Fi Sherh-e-Bedaiatul Mubtadi,pg33,VL1,Dar-e- Ihyauttras Al-arbi,Biroot,Labnan.
35- Al-Ashmuni (1100) ،Ahmed bin Abdulkarim bin Muhammad Abdulkarim ،Manarul-ul-Huda Fi bianulwaqf wal Ibteda, pg,72,VL2, Darul Hadith,Al-Qahira,2008.
36–Al-Jassas, Al-Razi Al-hanafi, Ahmed bin Ali bin Abi bakar, Ihkamul-ul-Quran, pg,360, VL,3, Darulkuttab Al-Elmiah, Biroot,1994.
37 -Al-Quraan, (Al-Baqrah:178)
38- Al-Maghamisi, Abu Hashim Salih bin Awad bin Salih, pg,134, VL10,
39-Al-Muqdam, Muhammad Ahmed Ismail, Tafseer-ul- Quraan-e- ulkareem, pg,13, VL13, Maktaba Islamia,
40- Al-Kasani, Alawuddin, Abu bakr bin masud bin Ahmed al Hanafi (587), Badaiusnaig fi tartibisharaig, pg7, VL237, Darulkubat Elmia, 1986.
41–Al-Jassas,Al-Razi Al-hanafi, Ahmed bin Ali bin Abi bakar,Ihkamulquran,pg,164,VL,1,Darulkuttab Al-Elmiah,Biroot,1405.